بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

واحسرتا! حضرت شاہ وصی اللہ صاحب کی وفات حسرت آیات کے ٹھیک ایک ماہ بعد یعنی ۲۷ دسمبر کو دن میں گیارہ بجے کے قریب ہمارے نہایت شفیق استاذ۔ دارالعلوم دیوبند کے صدرالمدرسین اور ناظم تعلیمات علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی بھی واصل بحق ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ عمر ۸۰ برس تھی۔ نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے دارالعلوم دیوبند سے متعلق تھے اور شروع سے اکابر اساتذہ میں شمار ہوتا تھا۔ حضرت مرحوم کا خاص فن جس میں بے شبہ وہ امامت کا مقام رکھتے تھے۔ منطق تھا۔ خوش قسمتی سے راقم الحروف نے دارالعلوم دیوبند میں مختلف علوم و فنون کی تعلیم اُن اساتذہ سے حاصل کی ہے جن میں سے ہر ایک اپنے فن میں یگانۂ روزگار تھا۔ چنانچہ فلسفہ میں صدرا اور شمس بازغہ مولانا رسول خاں صاحب سے پڑھیں اور منطق کی اعلیٰ کتابوں میر زاہد ملا جلال۔ حمد اللہ اور قاضی کا درس مولانا محمد ابراہیم صاحب سے لیا۔ اُس زمانہ میں ان دونوں حضرات کی مہارت فن و جلالتِ علم کا طوطی بولتا تھا۔ لیکن فرق یہ تھا کہ مولانا رسول خاں صاحب پر فن حاوی تھا اور علامۂ مرحوم فن پر حاوی تھے۔ چنانچہ وہ دن آج بھی آنکھوں میں گھوم رہے ہیں کہ حمد اللہ یا قاضی کا درس ہو رہا ہے۔ کوئی طالب علم عبارت پڑھ رہا ہے۔ حضرت علامہ عمامہ بر سر اور چادر یا شال در بر پلوتھی مارے بیٹھے ہیں۔ اور اُس تبسم کے ساتھ جو چہرہ پر ہر وقت کھیلتا رہتا تھا پان چبا رہے ہیں۔ کتاب سامنے تپائی پر رکھی ہے مگر لیکن نگاہ اُس پر نہیں ہے اور اگر کبھی ہے بھی تو بس اُڑتی سی۔ ادھر طالب علم نے عبارت ختم کی اور ادھر آپ نے تقریر شروع کی۔ زیر بحث مسئلہ وجود کا ہو یا علم کا یا جہل بسیط اور جہل مرکب کا غرض کہ مبحث کیسا ہی دقیق اور غامض ہو تقریر بہر حال سکون و اطمینان اور کامل خود اعتمادی کے ساتھ ہوتی تھی زبان نہایت شُستہ اور لب و لہجہ بے حد پُر وقار اگرچہ ظرافت ...

لیکن وسعت اور دقتِ فکر و نظر کا یہ عالم معلوم ہوتا تھا ایک بحر بیکراں علم موجزن ہے کہ مصنف نے کیا لکھا ہے اور جو کتاب میں ہے اس کا مطلب بیان فرماتے تھے۔ اس کے بعد زیر بحث کے متعلق متقدمین اور متاخرین کی آرا مع تمام دلائل و براہین کے اور آخر میں خود اپنی رائے اور فیصلہ نہایت مدلل و مبرہن طور پر ظاہر کرتے تھے۔ بسا اوقات ایک ہی مسئلہ پر کئی کئی روز مسلسل تقریر ہوتی تھی۔

اگرچہ حضرت الاستاذ کی شہرت منطق میں تھی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ علوم عقلیہ کی طرح علوم دینیہ میں بھی بلوغ و نفوذ کا یہی عالم تھا۔ چنانچہ حدیث اور فقہ کی انتہائی اور آخری کتابوں کا درس دینا شروع کیا تو اس میں بھی وہی کمال کر دکھایا۔ راقم الحروف کو جب کبھی کوئی علمی اشکال پیش آتا تھا تو آپ کی ہی طرف رجوع کرتا تھا اور آپ چٹکی بجاتے میں اس طرح اسے حل فرما دیتے تھے کہ دل میں کوئی خلش باقی نہیں رہتی تھی۔ ابھی ڈیڑھ دو برس پہلے کی بات ہے ایک دن صبح کو ناشتہ ساتھ کرتے ہوئے۔ میں نے عرض کیا حضرت! جن مقامات پر سورج کئی کئی مہینہ کے بعد طلوع ہوتا ہے وہاں پنج وقتہ نماز ادا کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ کیوں کہ وقت نماز کے لئے سبب وجوب ہوتا ہے تو جب سبب ہی نہیں تو وجوب کس طرح ہو سکتا ہے؟ میں ہکا بکا رہ گیا جب حضرت الاستاذ نے جواب میں فوراً فرمایا "وقت" سبب کہاں ہے؟ صرف ایک علامت ہے اور فقدان علامت سے ذی علامت کا فقدان لازم نہیں آتا۔

اب ادھر چند سال سے حدیث و تفسیر کے ساتھ اشتغال زیادہ ہو گیا تھا انہیں کا درس دیتے تھے اور انہیں کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ ادا ابتدائی اثر اور روحانی کمالات و فضائل کی طرف بھی توجہ زیادہ ہو گئی تھی۔ طبعاً نہایت شگفتہ مزاج، خوش طبع اور فیاض و کریم تھے۔ خوش خوراک اور خوش مذاق بھی تھے۔ عمدہ [illegible] کرتے تھے تعلق والوں سے بہت بے تکلف۔ حاضر جوابی اور بذلہ گوئی میں فرد تھے کیا مجال کہ کوئی [illegible] ان کے سامنے پیش کی جا سکتی تھی۔ دیوبند کے حلقہ میں کون نہیں جانتا [illegible]